سلسلہ : رسائلِ فتاوی رضویہ

جلد: چودھویں

رسالہ نمبر ①

اعلام الاعلام ۱۳۶۵ھ
بان ہندوستان دار الاسلام

علم کے پہاڑوں کا اعلان کہ بیشک ہندوستان دار الاسلام ہے

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ

اعلام الاعلام بان ہندوستان دار الاسلام ۱۳۶۵ھ

(علم کے پہاڑوں کا اعلان کہ بیشک ہندوستان دار الاسلام ہے)

مسئلہ ۳تا۵: از بدایوں محلّہ براہم پورہ مرسلہ مرزا علی بیگ صاحب ۱۲۹۸ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں :

(۱) ہندوستان دار الحرب ہے یا دار الاسلام ؟

(۲) اس زمانہ کے یہود و نصارٰی کتابی ہیں یا نہیں ؟

(۳) روافض وغیرہم مبتدعین کہ کفارہ داخل مرتدین ہیں یا نہیں ؟ جواب مفصل بدلائل عقلیہ ونقلیہ مدلل درکار ہے ؟ **بینوا توجروا۔**

جواب سوالِ اول

ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ بلکہ علمائے ثلٰثہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم کے مذہب پر ہندوستان دار الاسلام ہے ہر گز دار الحرب نہیں کہ دار الاسلام کے دار الحرب ہو جانے میں جو تین باتیں ہمارے امام اعظم امام الائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک درکار ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہاں احکام شرک علانیہ جاری ہوں اور شریعتِ اسلام کے احکام و شعائر مطلقًا جاری نہ ہونے پائیں اور صاحبین کے نزدیک اسی قدر کافی ہے مگر یہ بات بحمد اللہ یہاں قطعًا موجود نہیں اہل اسلام جمعہ و عیدین واذان واقامت و نماز باجماعت وغیرہا شعائر شریعت بغیر مزاحمت علی الاعلان ادا کرتے ہیں۔ فرائض، نکاح، رضاع، طلاق، عدۃ، رجعت، مہر، خلع، نفقات، حضانت، نسب، ہبہ،

وقف، وصیت، شفعہ وغیرہا، بہت معاملات مسلمین ہماری شریعت غرابیضاء کی بناپر فیصل ہوتے ہیں کہ ان امور میں حضرات علماء سے فتوٰی لینا اور اسی پر عمل و حکم کرنا حکام انگریزی کو بھی ضرور ہوتا ہے اگرچہ ہنود و مجوس و نصارٰی ہوں اور **بحمد اللہ** یہ بھی شوکت و جبروت شریعت علیہ عالیہ اسلامیہ اعلی اللہ تعالٰی حکمہا السامیہ ہے کہ مخالفین کو بھی اپنی تسلیم اتباع پر مجبور فرماتی ہے **والحمد للہ رب العالمین**، فتاوٰی عالمگیریہ میں سراج وہاج سے نقل کیا:

اعلم ان دارالحرب تصیردار الاسلام بشرط واحد وهو اظهار حکم الاسلام فیها[1]۔	جان لو کہ بیشک دارالحرب ایک ہی شرط سے دارالاسلام بن جاتا ہے وہ یہ ہے کہ وہاں اسلام کا حکم غالب ہو جائے (ت)

پھر سراج وہاج سے صاحب المذہب سیدنا و مولٰنا محمد بن الحسن قدس سرہ الاحسن کی زیادات سے کہ کتب ظاہر الروایۃ سے ہے نقل کیا:

انما تصیر دار الاسلام دارالحرب عندابی حنیفة رحمه الله تعالٰی بشروط ثلاثة.احدها اجراء احکام الکفار علی سبیل الاشتهار وان لایحکم فیها بحکم الاسلام .ثم قال و صورة المسئلة ثلاثة اوجه اما ان یغلب اهل الحرب علی دار من دورنا او ارتد اهل مصر غلبوا واجروا احکام الکفر او نقض اهل الذمة العهد و تغلبوا علی دارهم ففی کل من هذه الصور لاتصیر دار حرب الابثلاثة شروط.وقال ابویوسف ومحمد رحمهما الله تعالٰی بشرط واحد وهو اظهار احکام الکفر وهو القیاس الخ[2]	امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک دارالاسلام تین شرائط سے دارالحرب ہوتا ہے جن میں ایک یہ کہ وہاں کفار کے احکام اعلانیہ جاری کئے جائیں اور وہاں اسلام کا کوئی حکم نافذ نہ کیا جائے، پھر فرمایا اور مسئلہ کی صورت تین طرح ہے اہلِ حرب ہمارے علاقہ پر غلبہ پالیں یا ہمارے کسی علاقہ کے شہری مرتد ہو کر وہاں غلبہ پالیں اور کفر کے احکام جاری کردیں یا وہاں ذمی لوگ عہد کو توڑ کر غلبہ حاصل کرلیں، تو ان تمام صورتوں میں وہ علاقہ تین شرطوں سے دارالحرب بن جائے گا وہ یہ کہ احکام کفر اعلانیہ غالب کردئے جائیں۔ یہی قیاس ہے الخ (ت)

درر غرر ملاخسرو میں ہے:

---

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب السیر الباب الخامس فی استیلاء الکفار نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۳۲

[2] فتاوٰی ہندیہ کتاب السیر الباب الخامس فی استیلاء الکفار نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۳۲

دار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء احکام الاسلام فیھا کاقامۃ الجمعۃ والاعیاد وان بقی فیھا کافر اصلی ولم یتصل بدار الاسلام بان کان بینھا وبین دار الاسلام مصر اٰخر لاھل الحرب [3]الخ ھذا لفظ العلامۃ خسرو واثرہ شیخی زادہ فی مجمع الانھر، وتبعہ المولی الغزی فی التنویر، واقرہ المدقق العلائی فی الدر، ثم الطحطاوی والشامی اقتدیا فی الحاشیتین۔	دار الحرب، اسلامی احکام جاری کرنے مثلاً جمعہ اور عیدین وہاں ادا کرنے پر دار الاسلام بن جاتا ہے اگرچہ وہاں کوئی اصلی کافر بھی موجود ہو اور اس کا دار الاسلام سے اتصال بھی نہ ہو یوں کہ اس کے اور دار الاسلام کے درمیان کوئی دوسرا حربی شہر فاصل ہو الخ، یہ علامہ خسرو کے الفاظ ہیں، اور مجمع الانہر میں شیخی زادہ نے اس کی پیروی کی ہے، اور مولٰی غزی نے تنویر میں اس کی اتباع کی، اور مدقق علائی نے در میں اس کو ثابت رکھا، پھر طحطاوی اور شامی نے اپنے اپنے حاشیہ میں اسکی اقتدا کی۔ (ت)

جامع الفصولین سے نقل کیا گیا:

لہ ان ھذہ البلدۃ صارت دار الاسلام باجراء احکام الاسلام فیھا فما بقی شیئ من احکام دار الاسلام فیھا تبقی دار الاسلام علی ماعرف ان الحکم اذا ثبت بعلۃ فما بقی شیئ من العلۃ یبقی الحکم بقائہ، ھکذا ذکر شیخ الاسلام ابو بکر فی شرح سیر الاصل انتھی،[4] وعن الفصول العمادیۃ ان دار الاسلام لا یصیر دار الحرب اذا بقی شیئ من احکام الاسلام وان زال غلبۃ اھل الاسلام وعن منثور الامام ناصر الدین دار الاسلام انما	امام صاحب کے ہاں دار الحرب کا علاقہ اسلامی احکام وہاں جاری کرنے سے دار الاسلام بن جاتا ہے تو جب تک وہاں اسلامی احکام باقی رہیں گے وہ علاقہ دار الاسلام رہے گا، یہ اس لئے کہ حکم جب کسی علت پر مبنی ہو تو جب تک علت میں سے کچھ پایا جائے تو اس کی بقاء سے حکم بھی باقی رہتا ہے جیسا کہ معروف ہے۔ ابو بکر شیخ الاسلام نے اصل (مبسوط) کے سیر کے باب کی شرح میں یونہی ذکر فرمایا ہے، اھ، فصول عمادیہ سے منقول ہے کہ دار الاسلام جب تک وہاں احکام اسلام باقی رہیں گے تو وہ دار الحرب نہ بنے گا اگرچہ وہاں اہلِ اسلام کا غلبہ ختم ہو جائے، امام ناصر الدین کی منثور سے منقول ہے کہ دار الاسلام صرف اسلامی

---

[3] درر غرر کتاب الجہاد باب المستامن مطبع احمد کامل مصر ۱/ ۲۹۵

[4] جامع الفصولین الفصل الاول فی القضاء اسلامی کتب خانہ کراچی ص ۱۲

صارت دارالاسلام باجراء الاحکام فمابقیت علقة من علائق الاسلام یترجح جانب الاسلام[5] وعن البرھان شرح مواھب الرحٰن لایصیر دارالحرب مادام فیه شیئ منھا بخلاف دارالاسلام لانارجحنا اعلام الاسلام واحکام اعلام کلمة الاسلام[6] وعن الدر المنتقٰی لصاحب الدرالمختار دارالحرب تصیر دارالاسلام باجراء بعض احکام الاسلام[7]۔	احکام جاری کرنے سے بنتا ہے تو جب تک وہاں اسلام کے متعلقات باقی ہیں تو وہاں اسلام کے پہلو کو ترجیح ہوگی۔ اور برہان شرح مواہب الرحمٰن سے منقول ہے کوئی علاقہ اس وقت تک دارالحرب نہ بنے گا جب تک وہاں کچھ اسلامی احکام باقی ہیں، کیونکہ اسلامی نشانات کو اور کلمہ اسلام کے نشانات کے احکام کو ہم ترجیح دیں گے، دارالاسلام کا حکم اسکے خلاف ہے۔ صاحب درمختار کی المنتقٰی سے منقول ہے کہ دارالحرب میں بعض اسلامی احکام کے نفاذ سے دارالاسلام بن جاتا ہے۔ (ت)

شرح نقایہ میں ہے:

لاخلاف ان دارالحرب تصیردارالاسلام باجراء بعض احکام الاسلام فیھا[8]۔	بلا اختلاف دارالحرب وہاں بعض اسلامی احکام کے نفاذ سے وہ دارالاسلام بن جاتا ہے (ت)

اور اسی میں ہے:

وقال شیخ الاسلام والامام الاسبیجابی ای الدار محکومة بدارالاسلام بقاء حکم واحد فیھا کمافی العمادی وغیرہ[9]۔	شیخ الاسلام اور امام اسیجابی نے فرمایا: کسی بھی علاقہ میں کوئی ایک اسلامی حکم بھی باقی ہو تو اس علاقہ کو دارالاسلام کہا جائے گا، جیسا کہ عمادی وغیرہ میں ہے۔ (ت)

پھر اپنے بلاد اور وہاں کے فتن و فساد کی نسبت فرماتے ہیں:

فالاحتیاط یجعل ھذہ البلاد دار الاسلام والمسلمین وان کانت للملاعین والید فی الظاھر	احتیاط یہی ہے کہ یہ علاقہ دارالاسلام والمسلمین قرار دیا جائے، اگرچہ وہاں ظاہری طور پر شیطانوں کا

---

[5] الفصول العمادیة

[6] البرھان شرح مواھب الرحمان

[7] الدر المنتقی علی ھامش مجمع الانھر کتاب السیر داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۳۴

[8] جامع الرموز کتاب الجھاد مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۴/ ۵۵۶

[9] جامع الرموز کتاب الجھاد مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۴/ ۵۵۷

لهؤلاء الشيطين ربنا لاتجعلنا فتنة للقوم الظلمين ونجنا برحمتك من القوم الكٰفرين كما فی المستصفی وغیرہ[10]۔	قبضہ ہے، اے ہمارے رب! ہمیں ظالموں کے لئے فتنہ نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہمیں کافروں سے نجات عطا فرما، جیسا کہ مستصفٰی وغیرہ میں ہے۔ (ت)

درر غرر و تنویر الابصار و در مختار و مجمع الانہر وغیرہا میں کہ شرطِ اول کو صرف بلفظ اجرائے احکام الشرک سے تعبیر کیا وہاں بھی یہ ہی مقصود کہ اس ملک میں کلیۃً احکام کفر ہی جاری ہوں نہ یہ کہ مجرد جریان بعض کفر کافی ہے اگرچہ ان کے ساتھ بعض احکام اسلام بھی اجراء پائیں۔

فی الحاشية الطحطاوية علی الدر المختار قوله باجراء احكام اهل الشرك ای علی الاشتهار وان لايحكم فيها بحكم اهل الاسلام، هندية وظاهره انه لو اجريت احكام المسلمين واحكام اهل الشرك لا تكون دار حرب انتهی[11]۔	درمختار کے حاشیہ طحطاوی میں ہے **قوله باجراء احكام اهل الشرك** (اس کا قول کہ اہل شرک کے احکام کے اجراء سے دارالحرب بن جاتا ہے) سے مراد یہ ہے کہ وہاں اعلانیہ احکامِ شرک نافذ کئے جائیں اور اہل اسلام کا کوئی حکم بھی نافذ نہ ہو، ہندیہ میں یوں ہے کہ اس سے ظاہر ہے کہ اگر وہاں احکامِ شرک اور احکامِ اسلام دونوں نافذ ہوں تو دارالحرب نہ ہوگا اھ۔ (ت)

اور اسی طرح حاشیہ شامیہ میں نقل کرکے مقرر رکھا،

اقول: و باللّٰه التوفيق والدليل علی ذٰلك امران الاول قول محمد وهو الطراز المذهب انها تصير دار حرب عند الامام بشرائط ثلث احدها اجراء احكام الكفار علی سبيل الاشتهار وان لايحكم فيها بحكم الاسلام فانظر كيف زاد الجملة الاخيرة ولم يقتصر علی الاولی فلو لم يفسر كلامهم بما ذكرنا لكان كلام الامام	**اقول:** وباللّٰه التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے) اس پر دلیل دو ۲چیزیں ہیں: ۱اول یہ کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی جو مذہب کے ترجمان ہیں ان کا یہ قول کہ وہ علاقہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک تین شرطوں سے دارالحرب بنتا ہے ان میں سے ایک یہ کہ وہاں کفار کے احکام اعلانیہ جاری کئے جائیں اور کوئی اسلامی حکم نافذ نہ ہو، تو غور کرو کہ انہوں نے آخری جملہ کیسے زائد فرمایا اور صرف پہلے جملہ پر اکتفاء نہ فرمایا، اگر فقہاء کا کلام ہمارے ذکر کردہ بیان سے واضح نہ بھی کیا جائے تو صرف

---

[10] جامع الرموز کتاب الجہاد مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۴/ ۵۵۷

[11] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الجہاد فصل فی استیمان الکافر دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۴۶۰

قاضیا علیہم وناھیك بہ قاضیا عدلا، فالثانی ان ھٰؤلاء العلماء ھم الذین قالوا فی دارالحرب انہا تصیر دارالاسلام باجراء احکام الاسلام فیہا فاما ان تقولوا ھٰھنا ایضا انہا تصیر دار الاسلام باجراء بعض احکام الاسلام ولومع جریان بعض احکام الکفر فعلی ھذا ترفع المباینۃ بین الدارین اذکل دار تجری فیہا الحکمان مع استجماع بقیۃ شرائط الحربیۃ تکون دارحرب واسلام جمیعا لصدق الحدین معًا وکذا لواردت الخلوص والتمحض فی کل الموضعین یعنی ان دارالحرب مایجری فیہا احکام الشرك خالصۃ ودارالاسلام مایحکم فیہا باحکام الاسلام محضۃ فعلی ھذا تکون دار التی وصفناھالك واسطۃ بین الدارین ولم یقل بہ احد، واماان ترید التمحض فی المقام الثانی دون الاول فھذا یخالف ماقصدہ الشارع من اعلاء الاسلام وبنی العلماء کثیرا من الاحکام علی ان الاسلام یعلوولایعلی، علی انہ یلزم ان تکون دورالاسلام	امام صاحب کا کلام ہی فیصلہ کن ہے تجھے یہی فیصلہ کن کلام کافی ہے۔ [۲]دوسری چیز یہ کہ یہی وہ علماء کرام ہیں جنہوں نے دارالحرب کے متعلق فرمایا کہ وہ دارالاسلام بن جاتا جب اس میں اسلامی احکام جاری کئے جائیں، تو اگر یہاں بھی وہ بعض اسلامی احکام مراد لیں (جس طرح کہ دارالحرب کے لئے کفار کے بعض احکام تم نے مراد لئے) تو جب بعض اسلامی احکام کے ساتھ کچھ احکام کفار ہوں گے تو اس سے دارالحرب اور دارالاسلام کے درمیان فرق ختم ہوجائے گا، کیونکہ ان دونوں میں سے ہرایک میں دونوں قسم کے حکم پائے جائیں گے اگرچہ کفار کے احکام زائد ہوں تو لازم آئے گا کہ ہر ایک دار الحرب اور دارالاسلام بھی ہو کیونکہ دونوں پر ہرایک کی تعریف صادق آئے گی، اگر تم یہاں یہ مراد لو کہ ہر دار میں اس کے تمام احکام وہاں نافذ ہوں اور ایک دوسرے کے احکام سے خالی ہوں یعنی دارالحرب وہ ہے جس میں تمام احکام خالص کفر کے ہوں اور دارالاسلام وہ ہے جس میں خالص اسلامی احکام ہوں، تو اس سے لازم آئے گا کہ جس دار کی بحث ہورہی ہے وہ دونوں داروں میں واسطہ کہلائے گا یعنی وہ نہ دارالاسلام ہو نہ دارالحرب ہو، حالانکہ ایسے دار کا کوئی بھی قائل نہیں، اگر تم یہ مراد لو کہ ثانی یعنی دارالاسلام میں تو خالص اسلامی ہوں اور دوسرے یعنی دارالحرب میں خالص ہونا ضروری نہیں تو اس سے شارع کا مقصد اعلاء کلمہ اسلام اور اس کی ترجیح فوت ہوجائیگی جو شارع کے مقصد کے خلاف ہے جبکہ علماء نے بہت سے احکام "الاسلام یعلوولایعلیٰ" (اسلام

باسرها دور حرب على مذهب الصاحبين اذا اجرى فيها شيئ من احكام الكفر او حكم فيها بعض مالم ينزل الله سبحٰنه وتعالٰى وهو معلوم مشاهد فى هذه الامصار بل من قبلها بكثير حيث فشا التهاون فى الشرع الشريف وتقاعد الحكام عن اجراء احكامه وترقى اهل الذمة على خلاف مراد الشريعة عن ذل ذليل الى عز جليل اعطوا مناصب رفيعة ومراتب شامخة منيعة حتى استعلوا على المسلمين ورحم الله للقائل كما نقل المولى الشامى۔

حبابنا نوب الزمان كثيرة
وامرّ منها رفعة السفهاء
فمتى يفيق الدهر من سكراته
وأرى اليهود بذلة الفقهاء [12]

وكذلك ارتضى بعض الظلمة من حكام الجور بعض البدعات التى خرقها ائمة الكفر فاجروها فى بلادهم كتحليف الشهود والزام المصادرات والمكوس ووضع الوظائف الباطلة على الاموال والنفوس الى غير ذٰلك من الاحكام الباطلة ويسلم هذا الامر الفظيع من اشنع الشنائع الهائلة فوجب القول بان المراد

غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں ہوتا) کے قاعدہ پر مبنی قرار دئے ہیں، علاوہ ازیں یہ بھی لازم آئے گا کہ تمام دارالاسلام صاحبین کے مذہب پر دارالحرب قرار پائیں جبکہ ان میں کچھ احکامِ کفر پائے جاتے ہوں یا اللہ تعالٰی کے نازل کردہ حکم کے خلاف وہاں حکم نافذ پائے جاتے ہوں جیسا کہ آج کے دور میں مشاہدہ ہے بلکہ قبل ازیں بھی ایسا رہا ہے جب سے شریعت کے بارے میں سستی ظاہر ہوئی اور مسلمان حکام نے شرعی احکام کے نفاذ سے رو گردانی کر رکھی ہے، اور ذمی حضرات کو ترقی ملی ہے کہ خلافِ شرع ذلیل کی ذلت سے نکل کر بڑی عزت پا رہے ہیں جن کو مسلمان حکمرانوں نے بلند منصب اور محفوظ مراتب عطا کر رکھے ہیں یہاں تک کہ وہ مسلمانوں پر تعلی کرنے لگے ہیں، اللہ تعالٰی ایک قائل پر رحم فرمائے جس کا کلام مولانا شامی نے نقل کیا ہے۔ (شعر کا ترجمہ)

"دوستو! زمانہ کے مصائب کثیر ہیں، ان میں سے سخت ترین بیوقوف لوگوں کا اقتدار ہے، تو کب زمانے کا نشہ ختم ہوگا جبکہ ملک یہودی بن کر فقہاء کی ذلت گاہ بن چکا ہے"۔ اور جیسا کہ بعض ظالم حکمرانوں نے کافر لیڈروں کی جاری کردہ کئی بدعات کو پسند کرتے ہوئے اپنے ملکوں میں جاری کردیا مثلاً گواہوں سے حلف لینا، اور ٹیکس، چونگیاں اور لوگوں کے اموال اور نفوس پر باطل قسم کے محصولات لاگو کردئے، یہ پریشان کن برے معاملات مسلمان ملکوں میں ماننے پڑیں گے لہٰذا ضروری ہے کہ پہلے مقام یعنی دارالحرب میں خالص مکمل احکام کفر ہوں اور دوسرے یعنی دارالاسلام میں ایسا نہ ہو جبکہ یہی مدعٰی ہے، تو اس سے

---

[12] ردالمحتار کتاب الجهاد دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۷۵

فی المقام الاول ھو الخلوص والتمحض دون الثانی وھو المقصود، وبھذا تبین ان الدار التی تجری فیھا الحکمان شیئ من ھذا وشیئ من ھذا کدارنا ھٰذہ لا تکون دارحرب علی مذھب الصاحبین ایضا لعدم تمحض احکام الشرك فمن الظن ماعرض لبعض المعاصرین من بناء نفی الحربیة علی الھند علی مذھب الامام فقط فتوھم انه لایستقیم علی مذھب الصاحبین واخطر الی تطویل الکلام بماکان فی غنی عنه واشد سخافة واعظم شناعة مااعترٰی بعض اجلة المشاھیر من الذین ادرکناعصرھم اذحاولو انفی الحربیة عن بلادنا بناء علی عدم تحقق الشرط الثانی اعنی الاتصال بدارالحرب ایضًا فقالوا معنی الاتصال ان تکون محاطة بدارالحرب من کل جھة ولاتکون فی جانب بلدة اسلامیة وھو غیر واقع فی بلاد الھند اذجانبھا الغربی متصل بملك الافاغنة کفشاور وکابل وغیرھما من بلاد دارالاسلام،

اقول: یالیته تفکر فی معنی الثغور اونظر الی فضائل المرابطین فتأمل فی معنی الرباط اوعلم ان مکة والشام والطائف وارض حنین وبنی المصطلق وغیرھا کانت دارحرب علی عھد النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم مع اتصالھا بدارالاسلام قطعًا اوفھم

واضح ہوگیا کہ وہ دار جس میں دونوں قسم کے احکام کچھ کفر کے اور کچھ اسلام کے پائے جائیں جیسا کہ ہمارا یہ ملک ہے، صاحبین کے مذہب پر بھی دارالحرب نہ ہوگا کیونکہ یہاں خالص محض احکام کفر نہیں ہیں تو ہمارے بعض معاصرین کا یہ گمان کہ ہندوستان سے دارالحرب کی نفی کی بنیاد صرف امام صاحب کا مذہب ہے، اس کا وہم ہے کہ صاحبین کے مذہب پر درست نہیں ہے اس نے طویل کلام کیا جبکہ اس کی ضرورت نہیں تھی، کمزور ترین اور سب سے خطرناک موقف وہ ہے جو ہمارے زمانہ کے مشہور اجلہ حضرات کو لاحق ہوا ہے کہ انہوں نے ہمارے اس ملک سے دارالحرب کی نفی کی بنیاد شرط ثانی یعنی کسی دارالحرب سے اتصال کے نہ پائے جانے کو قرار دیا ہے اور انھوں نے اتصال کا معنی لیا ہے کہ چاروں طرف سے دارالحرب میں گھرا ہوا ہو اور کسی طرف سے دارالاسلام سے نہ ملا ہوا ہو چونکہ اتصال کا معنٰی ہندوستان میں نہیں پایا جاتا لہٰذا یہ دارالحرب نہ ہوگا کیونکہ ہندوستان غربی جانب سے افغانوں کے ملک پشاور اور کابل وغیرہ دارالاسلام سے ملا ہوا ہے،

اقول: (میں کہتا ہوں کہ) کاش وہ سرحدوں کے معنٰی پر غور کرلیتے، یا اسلامی سرحدوں کی نگرانی کی فضیلت کو دیکھتے ہوئے رباط کے معنی پر غور کرلیتے یا یہ معلوم کرلیتے کہ مکہ، شام، طائف، حنین، اور بنی مصطق کے علاقے وغیرہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک زمانہ میں دارالحرب تھے حالانکہ ان سب کا دارالاسلام سے اتصال تھا، یا یہی سمجھ لیتے

ان الامام کلما فتح بلدۃ من بلاد الکفار واجری فیھا احکام الاسلام صارت دارالاسلام والتی تلیھا من البلاد تحت حکم الکفار دارحرب کما کانت اوتفطن ان لوصح ماقالہ لاستحال ان یکون شیئ من دیار الکفر دارحرب الاان یفصل بینھا وبین الحدود الاسلامیۃ البحار والمفاوز ولم یقل بہ احد، وذٰلک لانہ کلما حکمت علی بلدۃ بانھا دارحرب سألنا عما یحیطھا من البلاد فان کان فیھا من بلاد الاسلام کانت الاولی ایضا دارالاسلام لعدم الاتصال بالمعنی المذکور والانقلنا الکلام الی مایلاصقھا حتی ینتھی الی بلدۃ من بلاد الاسلام فتصیر کلھا دارالاسلام لتلازق بعضھا ببعض اولاتکون فی تلک الجھۃ بلدۃ اسلامیۃ الی منقطع الارض، وبالجملۃ ففساد ھذا القول اظھر من ان یخفی وانما منشؤہ القیاس الفاسد وذٰلک ان الشرط عندالامام فی صیرورۃ بلدۃ من دار الاسلام دارالحرب ان لاتکون محاطۃ بدار الاسلام من الجھات الاربع وذٰلک لان غلبۃ الکفار اذن علی شرف الزوال فلاتخرج بہ	کہ مسلمان امام جب کفار کے کسی علاقہ کو فتح کرکے وہاں اسلامی احکام جاری کردیتا تو وہ علاقہ دارالاسلام بن جاتا ہے جبکہ اس سے متصل باقی علاقے جو کفار کے قبضہ میں بدستور ابھی تک موجود ہیں وہ پہلے کی طرح دارالحرب ہیں، یاان کو سمجھ آتی کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اگر صحیح ہو تو پھر دنیا بھر میں کوئی بھی دارکفر اس وقت تک دارالحرب نہ کہلائے جب تک ان میں اور دارالاسلام میں سمندروں اور بیابانوں کا فاصلہ نہ ہو، حالانکہ کوئی بھی دارالحرب کے اس معنٰی کا قائل نہیں ہے، یہ اس لئے کہ جب آپ کسی ملک کو دارالحرب کہیں گے تو ہم استفسار کریں گے کہ اس کے ارگرد کن ملکوں کا احاطہ ہے اگر کوئی بھی ان میں سے دارالاسلام ہو تو پہلا ملک (دار الحرب) بھی دارالاسلام قرار پائے کیونکہ وہ اتصال جو دار الحرب کا معیار ہے وہ نہ پایا گیا، ورنہ اگر ارد گرد اسلامی ملک نہ ہو تو پھر ہم اس سے ملنے والے دوسرے ملک کی بابت معلوم کریں گے حتی کہ ملتے ملاتے کوئی دارالاسلام پایا گیا تو یہ درمیان والے تمام ملک دارالاسلام ہوجائیں گے کیونکہ ان ملکوں کا آپس میں ایک دوسرے سے اتصال ہوگیا ہے، یا پھر یہ تسلیم کیا جائے کہ اس جہت میں کرہ ارض میں کوئی بھی دارالاسلام نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ دارالحرب کے اس میعاد والے قول کا فساد واضح ہے جس میں کچھ بھی خفاء نہیں ہے، اس کی بنیاد یہ فاسد قیاس ہے کہ امام صاحب کے نزدیک کسی دارالاسلام کے دارالحرب بننے کے لئے یہ شرط ہے کہ چاروں اطراف سے وہ ملک دارالاسلام میں گھرا ہوا نہ ہو کیونکہ اگر وہ

البلدة عن دارالاسلام فزعم ان شرط الحربية ان تكون محاطة بدارالحرب من جميع الجوانب وما افسده من قياس كما لايخفٰى عما افادالناس۔	گھرا ہوا ہو تو اس دارالحرب میں کفار کا غلبہ معرض سقوط میں رہے گا تو یوں وہ دارالاسلام سے خارج نہ رہے گا، لہٰذا انہوں نے خیال کرلیا کہ کسی ملک کے حربی ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ چاروں طرف سے حربی ملکوں میں گھرا ہوا ہو، یہ قیاس نہایت ہی فاسد ہے جو عوام الناس کے لئے بھی مخفی نہیں۔ (ت)

الحاصل ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں شک نہیں عجب ان سے جو تحلیل ربٰو کے لئے (جس کی حرمت نصوص قاطعہ قرآنیہ سے ثابت اور کیسی کیسی سخت وعیدیں اس پر وارد) اس ملک کو دارالحرب ٹھہرائیں اور باوجود قدرت واستطاعت ہجرت کا خیال بھی دل میں نہ لائیں گویا یہ بلاد اسی دن کے لئے دارالحرب ہوئے تھے کہ مزے سے سود کے لطف اڑائیے اور بآرام تمام وطن مالوف میں بسر فرمائیے استغفر اللہ، اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ج[13] (میں اللہ تعالٰی سے مغفرت چاہتا ہوں، تو کیا بعض کتاب پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ ت) اللہ سبحٰنہ وتعالٰی فرماتا ہے سود کھانیوالے قیامت کو آسیب زدہ کی طرح اٹھیں گے[14] یعنی مجنونانہ گرتے پڑتے بدحواس۔ اور حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں نے کچھ لوگ ملاحظہ فرمائے کہ پیٹ ان کے پھول کر مکانوں کے برابر ہوگئے ہیں اور مثل شیشہ کے ہیں کہ اندر کی چیز نظر آتی ہے سانپ بچھوان میں بھرے ہیں، میں نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کیا: سود کھانے والے[15]۔ جب تحریم ربٰو کی آیت نازل ہوئی بعض مسلمانوں نے کہا: جو سود ہمارا نزولِ آیت سے پہلے کا رہ گیا ہے وہ لے لیں آئندہ باز رہیں گے۔ حکم آیا اگر نہیں مانتے تو اعلان کردو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا۔[16] سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سود خور پر لعنت کی۔[17]

مولٰی علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سود خور پر لعنت فرماتے سنا[18]، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: سود کے ستر ٹکڑے ہیں سب سے ہلکا یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے[19]۔

---

[13] القرآن الکریم ۲/ ۸۵

[14] القرآن الکریم ۲/ ۲۷۵

[15] سنن ابن ماجہ باب التغلیظ فی الربا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۶۵

[16] القرآن الکریم ۲/ ۲۷۹

[17] صحیح مسلم باب الربا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۷

[18] مسند احمد بن حنبل دارالفکر بیروت ۱/ ۱۵۸

[19] سنن ابن ماجہ باب التغلیظ فی الربا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۶۵ و مشکوٰۃ المصابیح، باب الربا، مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۴۶

دیکھو اول ان کے اقوال خبیثہ یاد فرما کر آخر ان کے شرک سے اپنی نزاہت و تبری بیان فرمائی تو معلوم ہوا کہ قائلین بنوت مشرکین ہیں مگر ظاہر الروایۃ میں ان پر علی الاطلاق حکم کتابیت دیا اور ان کے ذبائح و نساء کو حلال ٹھہرایا، در مختار میں ہے:

صح نکاح کتابیۃ وان کرہ تنزیہا مؤمنۃ بنبی مرسل مقرۃ بکتاب منزل وان اعتقدوا المسیح الٰہا وکذا حل ذبیحتہم علی المذہب بحر انتہی[20]۔	کتابیہ عورت سے نکاح صحیح ہے اگرچہ مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ وہ عورت کسی مرسل نبی پر ایمان رکھتی ہو اور کسی منزل من اللہ کتاب کا اقرار کرتی ہو اگرچہ عمومی طور پر وہ نصاری عیسٰی علیہ السلام کو الٰہ مانتے ہوں یونہی ان کا ذبیحہ بھی مذہب میں حلال ہے، بحر، اھ۔ (ت)

ردالمحتار میں بحر الرائق سے منقول ہے:

وحاصلہ ان المذہب الاطلاق لما ذکرہ شمس الائمۃ فی المبسوط من ان ذبیحۃ النصرانی حلال مطلقا، سواء قال بثالث ثلثۃ اولا، لاطلاق الکتاب ہنا وہو الدلیل ورجحہ فی فتح القدیر الخ[21]۔	حاصل یہ ہے کہ مذہب میں اطلاق ہے کیونکہ شمس الائمہ سرخسی نے مبسوط میں یہ ذکر کیا ہے کہ نصرانی کا ذبیحہ مطلقًا حلال ہے وہ عیسٰی علیہ السلام کے متعلق ثالث ثلٰثہ کا قول کریں یا نہ کریں کیونکہ کتاب اللہ کا یہاں اطلاق ہے اور یہی دلیل ہے، اس کو فتح القدیر میں ترجیح دی ہے الخ (ت)

مستصفٰی میں عبارت مذکورہ کے بعد مبسوط سے ہے:

لکن بالنظر الی الدلائل ینبغی ان یجوز الاکل والتزوج انتہی[22]۔	لیکن دلائل کو دیکھتے ہوئے یہی مناسب قول ہے کہ ان کا ذبیحہ کھانا اور ان کی عورتوں سے نکاح جائز ہے انتہی۔ (ت)

فتاوٰی حامدیہ میں ہے:

مقتضی الدلائل الجواز کما ذکرہ التمر تاشی فی فتاواہ، الخ[23]۔	دلائل کا مقتضٰی یہی ہے کہ جائز ہے جیسا کہ اسے تمر تاشی نے اپنے فتاوٰی میں ذکر کیا ہے الخ (ت)

---

[20] درمختار کتاب النکاح فصل فی المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۸۹

[21] ردالمحتار کتاب النکاح فصل فی المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۸۹

[22] فتح القدیر بحوالہ المستصفٰی کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۱۳۵

[23] العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوٰی الحامدیۃ کتاب الذبائح ارگ بازار قندھار افغانستان ۲/ ۲۳۲

اور ایک حدیث میں آیا: سود کا ایک درم دانستہ کھانا ایسا ہے جیسا چھتیس بار اپنی ماں سے زنا کرنا[24]۔ اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم ولاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ العلی العظیم۔

جواب سوال دوم

نصارٰی باعتبار حقیقت لغویہ انجاکہ قیام مبدء مستلزم صدق مشتق ہے بلاشبہہ مشرکین ہیں کہ وہ بالقطع قائل بہ تثلیث وبنوت ہیں اسی طرح وہ یہود جو الوہیت وابنیت عزیر علیہ الصلٰوۃ والسلام کے قائل تھے، مگر کلام اس میں ہے کہ حق تبارک وتعالٰی نے کتب آسمانی کا اجلال فرما کر یہود و نصارٰی کے احکام کو احکامِ مشرکین سے جدا کیا اور ان کا نام اہل کتاب رکھا اور ان کے نساء و ذبائح کو حلال و مباح ٹھہرایا آیا نصارٰی زمانہ بھی کہ الوہیتِ عبداللّٰہ مسیح بن مریم علیہما الصلٰوۃ والسلام کی علی الاعلان تصریح اور وہ یہود جو مثل بعض طوائف ماضیہ الوہیت بندہ خدا عزیر علیہ الصلٰوۃ والسلام کے قائل ہوں انہیں میں داخل اور اس تفرقہ کے مستحق ہیں یا ان پر شرعًا یہی احکام مشرکین جاری ہوں گے اور ان کی نساء سے تزوّج اور ذبائح کا تناول ناروا ہوگا۔ کلماتِ علماءِ کرام رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہم اجمعین اس بارے میں مختلف، بہت مشائخ نے قولِ اخیر کی طرف میل فرمایا، بعض علماء نے تصریح کی کہ اسی پر فتوی ہے، مستصفی میں ہے:

قالواھذا یعنی الحل اذالم یعتقد واالمسیح الٰھا اما اذا اعتقدوہ فلاوفی مبسوط شیخ الاسلام ویجب ان لایأکلوا ذبائح اھل الکتاب اذا اعتقدوان المسیح الہ وان عزیر الہ ولا یتزوّجو انساء ھم وقیل علیہ الفتوی[25]۔	علماء نے فرمایا کہ ان کا ذبیحہ تب حلال ہوگا کہ وہ عیسٰی علیہ السلام کو الٰہ نہ مانتے ہوں، لیکن اگر وہ ان کو الٰہ مانتے ہوں تو پھر حلال نہ ہوگا، اور شیخ الاسلام کی مبسوط میں ہے کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اہلِ کتاب کا ذبیحہ اس صورت میں نہ کھائیں جب وہ مسیح علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام کو الٰہ مانتے ہوں اور اندریں صورت ان کی عورتوں سے نکاح بھی نہ کریں، اسی پر فتوٰی کہا گیا ہے۔ (ت)

ان علماء کا استدلال آیہ کریمہ "وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ ط" یہود نے کہا عزیر ابن اللہ اور نصارٰی نے کہا مسیح ابن اللہ۔ ت) سے ہے کہ اس کے آخر میں ارشاد پایا سبحٰنہ وتعالٰی "سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾" [26] (وہ پاک ذات ہے اور جو انہوں نے اس کا شریک بنایا اللہ تعالٰی اس سے بلند وبالا ہے۔ ت)

---

[24] مشکوٰۃ المصابیح مجتبائی دہلی ص ۲۴۶ ومسند احمد بن حنبل دار الفکر بیروت ۵/ ۲۲۵ والترغیب والترہیب، مصر ۳/ ۷

[25] فتح القدیر بحوالہ المستصفٰی کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات مکتبۃ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۱۳۵

[26] القرآن الکریم ۹/ ۳۱

ردالمحتار میں ہے:

فی المعراج ان اشتراط ماذکر فی النصاری مخالف لعامۃ الروایات[27]۔	معراج میں ہے کہ نصارٰی کے مذکورہ شرائط عام روایات کے مخالف ہیں۔ (ت)

امام محقق علی الاطلاق مولٰنا کمال الملۃ والدین محمد بن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فتح القدیر میں اس مذہب کی ترجیح اور دلیل مذکور مذہب اول کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

مطلق لفظ المشرك اذاذکر فی لسان الشارع لا ینصرف الی اهل الکتاب وان صح لغة فی طائفة بل طوائف واطلق لفظ الفعل اعنی یشرکون علی فعلهم کما ان من رأی بعلمه من المسلمین فلم یعمل الالاجل زید یصح فی حقه انه مشرك لغة ولایتبادر عند اطلاق الشارع لفظ المشرك ارادته لما عهد من ارادته به من عبد مع الله غیره ممن لایدعی اتباع نبی وکتاب ولذلك عطفهم علیه فی قوله تعالٰی لم یکن الذین کفروا من اهل الکتٰب والمشرکین منفکین ونص علی حلهم بقوله تعالٰی والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم ای العفائف منهم[28] الی اٰخر ما اطال واطاب کما هودابه رحمه الله تعالٰی۔	لفظ مشرک جب مطلق ذکر کیا جائے تو شرعی اصطلاح میں اہل کتاب کو شامل نہ ہوگا اگرچہ لغت کے لحاظ سے اہل کتاب کے کسی گروہ یا کئی گروہوں پر اس کا اطلاق صحیح ہے، اہل کتاب کے فعل پر صیغہ "یشرکون" کا اطلاق ایسے ہے جیسے کسی مسلمان ریاکار کے اس عمل پر جس کو مثلاً زید کی خوشنودی کے لئے کررہا ہو تو کہا جاسکتا ہے کہ یہ لغت کے لحاظ سے مشرک ہے، شرعی اصطلاح میں مطلقاً لفظ مشرک کا استعمال صرف اس شخص کے لئے متبادر ہوتا ہے، جو کسی نبی اور کتاب کی اتباع کے دعوی کے بغیر اللہ تعالٰی کی عبادت میں غیر کو شریک کرے اسی لئے اہل کتاب پر مشرکین کا عطف اللہ تعالٰی کے اس قول "لم یکن الذین کفروا من اھل الکتٰب والمشرکین منفکین" میں کیا گیا ہے اور اللہ تعالٰی کے اس قول "والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب" میں کتابیہ عورتوں کے حلال ہونے پر صراحتًا نص فرمائی گئی ہے یعنی اہل کتاب کی عفیف عورتیں حلال ہیں، ابن ہمام کے طویل اور طیب قول کے آخر تک، جیسا کہ ان کی عادت ہے، اللہ تعالٰی ان پر رحمت فرمائے۔ (ت)

بالجملہ محققین کے نزدیک راجح یہی ہے کہ یہود ونصارٰی مطلقاً اہل کتاب ہیں اور ان پر احکام مشرکین جاری نہیں

---

[27] ردالمحتار کتاب الذبائح دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۱۸۸

[28] فتح القدیر کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۱۳۵

اقول: وکیف لاوقد علم اللّٰہ سبحٰنه وتعالٰی انهم یقولون بثالث ثلثة حتی نهاهم عن ذٰلك وقال "اِنْتَهُوْا خَیْرًا لَّكُمْ ؕ"[29] وان هم یقولون ان المسیح الٰه حتی قال "لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ ؕ"[30] بل بالوهیة امه ایضاحتی یسأله علیه الصلٰوة والسلام یوم القیٰمة یٰعیسٰی "یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ"[31] وانهم مصرحون بالبنوة حتی نقل عنهم "وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ"[32] ومع ذٰلك فرق بینهم وبین المشرکین فقال "وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ"[33]، وقال "طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪"[34] وقال "لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِّیْنَ حَتّٰى تَاْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُ ۝١"[35] فارشد بالعطف الی التغایر فالمولٰی سبحٰنه وتعالٰی	**اقول:** (میں کہتا ہوں) یہ کیسے مراد نہ ہو جبکہ اللہ تعالٰی علیم ہے کہ نصارٰی ثالث ثلثہ کہتے ہیں حتی کہ ان کو اس سے منع بھی فرمایا اور فرمایا اس سے باز آؤ تمہارے لئے بہتر ہے اور وہ علیم ہے کہ نصارٰی کہتے ہیں مسیح الٰہ ہے، حتی کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا "لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ ؕ" بلکہ وہ ان کی والدہ کو بھی الٰہ کہتے ہیں، حتی کہ قیامت کے روز اللہ تعالٰی عیسی علیہ السلام سے سوال فرمائے گا "یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ" اور وہ علیم ہے کہ یہ لوگ عیسٰی علیہ السلام کے بیٹا ہونے کی تصریح کرتے ہیں حتی کہ ان سے نقل فرمایا "وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ" اس کے باوجود اللہ تعالٰی نے اہلِ کتاب اور مشرکین میں فرق بیان فرمایا، اور ارشاد فرمایا: تمہارے لئے حلال ہیں پار سا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی، اور فرمایا جن کو کتاب دی گئی (اہلِ کتاب) ان کا طعام تمہارے لئے حلال ہے جس کو یوں فرمایا "طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪" اور فرمایا "لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِّیْنَ حَتّٰى تَاْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُ ۝١" واضح دلیل آنے تک کافر لوگوں میں سے اہل کتاب اور مشرک

---

[29] القرآن الکریم ۴/ ۱۷۱

[30] القرآن الکریم ۵/ ۱۷و۷۲

[31] القرآن الکریم ۵/ ۱۱۶

[32] القرآن الکریم ۹/ ۳۰

[33] القرآن الکریم ۵/۵

[34] القرآن الکریم ۵/۵

[35] القرآن الکریم ۹۸/ ۱

اعلم بمذاھبھم واعلم بما یشرع من الاحکام فلہ الحکم ولہ الحجۃ السامیۃ لاالٰہ الاھو "سُبۡحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۱۸﴾ "[36] حتی ترقی بعض المشائخ فجوز نکاح الصائبات ایضًا ان کن یدن بکتاب منزل ویؤمن بنبی مرسل وان عبدن الکواکب وصرح انھا لاتخرجھم عن الکتابیۃ وھو الذی یعطیہ ظاہر کلام الامام المحقق برھان الملۃ والدین المرغینانی فی الھدایۃ حیث رتب عدم حل النکاح علی امرین عبادۃ الکواکب وعدم الکتاب وتبعہ العلامۃ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الغزی فی التنویر فقال لاعبادۃ کوکب لاکتاب لھا [37] فاشار بمفھوم المخالف الی انھا ان کان لھا کتاب حل نکاحھا مع عبادتھا الکواکب، **فان قلت** الیس قد تکلم فیہ المولٰی زین بن نجیم فی البحر فقال الصحیح انھم ان کانوا یعبد ونھا یعنی الکواکب	جدانہ ہوں گے، تو اس آیۃ کریمہ میں دونوں میں عطف کے ذریعہ تغایر کی رہنمائی فرمائی، تو اللہ سبحانہ وتعالٰی ان کے مذاہب کو بہتر جانتا ہے اور احکام کی مشروعیت کو بہتر جانتا ہے، تو حکم اسی کا ہے اور بلند و بالا حجت اسی کی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس کو انہوں نے شریک بنایا اللہ تعالٰی اس سے بلند و بالا ہے اور بعض مشائخ نے اسی پر ترقی کرتے ہوئے صابی عورتوں سے نکاح کو بھی جائز قرار دیا بشرطیکہ وہ کسی دین کی آسمانی کتاب اور کسی نبی پر ایمان رکھتی ہوں اگرچہ وہ ستاروں کی پجاری ہوں اور انہوں نے یہ تصریح کی ہے کہ ستاروں کی پوجا ان کو کتابیہ ہونے سے خارج نہیں کرتی، یہ وہ نظریہ ہے جو امام محقق برہان الملت والدین مرغینانی کی کتاب ہدایہ کے ظاہر کلام سے ملتا ہے، جہاں انہوں نے نکاح کے عدمِ جواز کو دو چیزوں پر مرتب کیا ایک ستاروں کی پوجا اور دوسری کتاب کا نہ ہونا، اور اس کی علامہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ غزی نے تنویر میں اتباع کرتے ہوئے فرمایا کہ ستاروں کی پوجا نہ کرتی ہو اور اس کی کتاب بھی نہ ہو۔ تو اس عبارت کے مفہوم مخالف سے یہ اشارہ دیا کہ اگر اس کی کتاب ہو تو نکاح جائز ہے اگرچہ وہ ستاروں کی پوجا کرتی ہو۔ **اگر تیرا اعتراض ہو** کہ اس مسئلہ میں مولانا زین نجیم نے کیا گفتگو کرتے ہوئے یہ نہیں فرمایا کہ صحیح بات یہ ہے

---

[36] القرآن الکریم ۹/ ۳۱

[37] درمختار شرح تنویر الابصار کتاب النکاح مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۸۹

حقیقة فلیسوا اهل الکتاب وان کانوا یعظمونها کتعظیم المسلمین للکعبة فهم اهل الکتاب کذا فی المجتبٰی[38] انتهی فیستفاد منه ان الصحیح مباینة الکتابیة لعبادة غیر الله سبحانه وتعالٰی فلا یجتمعان ابداوحِ یتجه ما مال الیه کثیر من المشائخ فی حق اولٰئك الیهود والنصارٰی انهم مشرکون حقا حتی قیل ان علیه الفتوی قلت وبالله التوفیق هٰهنا فرق دقیق هو ان قضیة العقل هی المباینة القطعیة بین الکتابیة وعبادة غیر الله سبحانه وتعالٰی فانها هی الشرك حقا والکتابی غیر مشرك عند الشرع فکل من رأیناه یعبد غیر الحق جل وعلا حکمنا علیه انه مشرك قطعا وان کان یقر بکتب وانبیاء علیهم الصلٰوة والسلام ولکنا خالفناه هذه القضیة فی الیهود والنصارٰی بحکم النص فانا وجدنا القراٰن العظیم یحکی عنهم ما یحکی من العقائد الخبیثة ثم یحکم علیهم بان هم اهل الکتاب ویمیزهم عن المشرکین فوجب التسلیم لورود النص بخلاف الصابئة اذ	کہ اگر یہ لوگ حقیقۃً ستاروں کی عبادت کرتے ہوں تو یہ اہل کتاب نہ ہوں گے اور اگر وہ صرف ستاروں کی تعظیم کرتے ہیں جیسا کہ مسلمان کعبہ کی تعظیم کرتے ہیں تو پھر یہ اہل کتاب ہیں، مجتبٰی میں یونہی ہے اھ، تو اس بیان کا مفاد یہ ہے کہ کتابیہ اور غیر اللہ کی عبادت والی، ایک دوسرے سے الگ ہیں دونوں کا اجتماع نہیں ہوسکتا تو اب اس سے بہت سے مشائخ کا ان یہود و نصارٰی کے متعلق یہ نظریہ قابل توجہ قرار پایا کہ یہ لوگ حقیقی مشرک ہیں حتی کہ بعض نے اسی پر فتوٰی کا قول کیا ہے۔ **قلت** (میں کہتا ہوں) اللہ تعالٰی کی توفیق سے، کہ یہاں ایک باریک فرق ہے وہ یہ کہ عقل کا تقاضا یہی ہے کہ کتابیہ اور غیر اللہ کی عبادت کرنے والی عورت ایک دوسرے سے قطعًا جدا ہیں، کیونکہ غیر اللہ کی عبادت قطعًا شرک ہے جبکہ شرعًا کتابیہ غیر مشرک ہے لہٰذا جس کو بھی غیر اللہ کی عبادت کرنے والا پائیں گے اس کو قطعًا مشرک کہیں گے اگرچہ وہ کتب اور انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کا اقرار کرے لیکن ہم نے اس عقلی کلیہ کا خلاف یہود و نصارٰی میں نص کے حکم پر مانا ہے کہ ہم نے قرآن کو ان کے عقائد خبیثہ کی حکایت کرنے کے باوجود یہ حکم کرتے ہوئے پایا کہ یہ اہل کتاب ہیں، اور یہ کہ قرآن ان میں اور مشرکین میں امتیاز بھی کرتا ہے لہٰذا نص کے وارد ہونے پر اسکو تسلیم کرنا واجب ہے۔ بخلاف صابیہ عورت کے کہ اس کے

---

[38] بحر الرائق کتاب النکاح فصل فی المحرمات ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳/ ۱۰۴

لم یرد فیھم مثل ذٰلك فلم یجز قیاسھم علٰی ھٰؤلاء ولاالخروج عن قضیة العقل فی بابھم. والحاصل ان کتابیة القائلین بالبنوة والوھیة الغیر من الیھود والنصارٰی واردة فیما احسب علی خلاف القیاس فیقصر علی المورد. وبھذا تبین ان ماقاله ذٰلك البعض من المشایخ ان عبادة الکواکب لاتخرج الصابئة عن الکتابیة قول مھجور وان کلام الھدایة والتنویر غیرمحمول علی ظاھرہ وان الحق مع العلامة صاحب البحر فی تصحیحه اشراکھم ان کانوا یعبدون الکواکب وانه لاتنافی بین تصیحیحة ھذا وقوله سابقًا فی اولٰئك الیھود والنصارٰی ان المذھب الاطلاق وان قالوا بثالث ثلثة وبه ظھران انتصار العلامة عمر بن نجیم فی النھر والمولٰی محمد بن عابدین فی ردالمحتار لذلك البعض من المشایخ بان مامرمن حل النصرانیة وان اعتقدت المسیح الٰھا یؤید قول بعض المشایخ[39] انتھی مبنی علی الذھول عن ھذاالفرق فاغتنم تحریر ھذاالمقام فقد زلت فیه اقدام والحمدللّٰه ولی الانعام۔

متعلق ایسی کوئی نص نہیں ہے اس لئے صابی لوگوں کو ان یہود ونصارٰی پر قیاس نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی ان کے بارے میں عقلی کلیہ کو ترک کیا جائے گا، خلاصہ یہ کہ یہود ونصارٰی کتابی لوگ جو بنوت کے قائل ہونے کے باوجود غیراللہ کی الوہیت کے قائل ہیں کو اہل کتاب ماننا میرے خیال میں خلافِ قیاس ہے لہٰذا یہ حکم اپنے مورد میں ہی محفوظ رہے گا جس پر کسی اور کو قیاس نہیں کیا جاسکتا، اس سے ان بعض مشائخ کا یہ نظریہ کہ ستاروں کی پوجا صابیہ عورت کو کتابیہ سے جدا نہیں کرتی، واضح طور پر متروک قرار پاتا ہے اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ ہدایہ اور تنویر کا کلام ظاہری معنٰی پر محمول نہیں ہے، اور صاحب بحر کا کلام حق ہے کہ صابی لوگ اگر ستاروں کی پوجا کرتے ہیں تو وہ مشرک ہیں جس کی انہوں نے تصحیح کی ہے، اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ بحر کی اس تصحیح اور اسکے پہلے قول کہ یہود ونصارٰی کا اہل کتاب ہونا علی الاطلاق مذہب ہے اگرچہ وہ ثالث ثلثہ کے قائل ہیں میں منافات نہیں ہے اور اسی سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ علامہ عمر ابن نجیم کا نہر میں اور علامہ محمد بن عابدین کا ردالمحتار میں مذکور بیان کہ نصرانی عورت اگرچہ مسیح علیہ السلام کو الٰہ ہونے کا عقیدہ رکھے تب بھی اس سے نکاح حلال ہے کو ان بعض مشائخ کی تائید ماننا الخ اس فرق سے ذہول پر مبنی ہے، اس تحریر کو غنیمت سمجھو، کیونکہ اس میں بہت سے قدم پھسلے ہیں، نعمتوں کے مالک اللہ تعالٰی کے لئے ہی حمد ہے۔ (ت)

---

[39] ردالمحتار فصل فی المحرمات داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۹۰

مگر تاہم جبکہ علماء کا اختلاف ہے اور اس قول پر فتوی بھی منقول ہو چکا تو احتیاط اسی میں ہے کہ نصارٰی کی نساء وذبائح سے احتراز کرے، اور آج کل بعض یہود بھی ایسے پائے جاتے ہوں جو عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ابنیت مانیں تو ان کے زن وذبیحہ سے بھی بچنا لازم جانیں کہ ایسی جگہ اختلاف ائمہ میں پڑنا محتاط آدمی کا کام نہیں، اگر فی الواقع یہ یہود و نصارٰی عنداللہ کتابی ہوئے تاہم ان کی عورتوں سے نکاح اور ان کے ذبیحہ کے تناول میں ہمارے لئے کوئی نفع نہیں، نہ شرعًا ہم پر لازم کیا گیا، نہ بحمد اللہ ہمیں اس کی ضرورت بلکہ بر تقدیر کتابیت بھی علماء تصریح فرماتے ہیں کہ بے ضرورت احتراز چاہئے،

فی الفتح القدیر یجوز تزوج الکتابیات والاولی ان لایفعل ولایأکل ذبیحتھم الاللضرورۃ الخ[40]	فتح القدیر میں ہے کتابیات سے نکاح جائز ہے، اور اولٰی یہ ہے کہ نہ کیا جائے اور نہ ہی ان کا ذبیحہ بغیر ضرورت کھایا جائے الخ (ت)

اور اگر انہیں علماء کا مذہب حق ہوا اور یہ لوگ بوجہ اعتقادوں کے عنداللہ مشرک ٹھہرے تو پھر زنائے محض ہوگا اور ذبیحہ حرام مطلق والعیاذ باللہ تعالٰی، تو عاقل کا کام نہیں کہ ایسا فعل اختیار کرے جس کی ایک جانب نا محمود ہو اور دوسری جانب حرام قطعی، فقیر غفراللہ تعالٰی لہ ایسا ہی گمان کرتا تھا یہاں تک کہ بتوفیق الٰہی مجمع الانہر میں اسی مضمون کی تصریح دیکھی،

حیث قال فعلی ھذا یلزم علی الحکام فی دیارنا ان یمنعوھم من الذبح لان النصارٰی فی زماننا یصرحون بالابنیۃ قبحھم اللہ تعالٰی وعدم الضرورۃ متحقق والاحتیاط واجب لان فی حل ذبیحتھم اختلاف العلماء کما بیناہ فالاخذ بجانب الحرمۃ اولی عند عدم الضرورۃ[41] انتھی، واللہ تعالٰی سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔	جہاں انہوں نے فرمایا کہ اس بناء پر ہمارے ملک کے حکام پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کو نصارٰی کے ذبیحہ سے منع کریں کیونکہ ہمارے زمانہ کے نصارٰی عیسٰی علیہ السلام کے ابن اللہ ہونے کی تصریح کرتے ہیں، جبکہ ضرورت بھی متحقق نہیں ہے تو احتیاط واجب ہے کیونکہ ان کے ذبیحہ میں علماء کا اختلاف ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو حرمت والی جانب اپنانا بہتر ہے جبکہ ضرورت نہیں ہے اھ، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم (ت)

---

[40] فتح القدیر کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۱۳۵

[41] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۲۸

جواب سوال سوم

فی الواقع جو بدعتی ضروریاتِ دین میں سے کسی شیئ کا منکر ہو باجماعِ مسلمین یقینا قطعًا کافر ہے اگرچہ کروڑ بار کلمہ پڑھے، پیشانی اس کی سجدے میں ایک ورق ہو جائے، بدن اس کا روزوں میں ایک خاکہ رہ جائے، عمر میں ہزار حج کرے، لاکھ پہاڑ سونے کے راہِ خدا پر دے، واللہ ہر گز ہر گز کچھ مقبول نہیں تک حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ان تمام ضروری باتوں میں جو وہ اپنے رب کے پاس سے لائے تصدیق نہ کرے، ضروریات اسلام اگر مثلًا ہزار ہیں تو ان میں سے ایک کا بھی انکار ایسا ہے جیسا نوسو ننانوے ۹۹۹ کا، آج کل جس طرح بعض بددینوں نے یہ روش نکالی ہے کہ بات بات پر کفر وشرک کا اطلاق کرتے ہیں اور مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج کہتے ہوئے مطلق نہیں ڈرتے حالانکہ مصطفٰی علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء ارشاد فرماتے ہیں: **فقد باء بہ احدھما**[42] (ان دونوں میں سے ایک نے یہ حکم اپنے اوپر لاگو کیا۔ت) یونہی بعض مداہنوں پر یہ بلاٹوٹی ہے کہ ایک دشمن خدا سے صریح کلمات توہین آقائے عالمیان حضور پر نور سید المرسلین الکرام صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا اور ضروریاتِ دین کا انکار سنتے جائیں اور اسے سچا پکا مسلمان بلکہ ان میں کسی کو افضل العلماء کسی کو امام الاولیاء مانتے جائیں یہ نہیں جانتے یا جانتے ہیں اور نہیں مانتے کہ اگر انکارِ ضروریات بھی کفر نہیں، تو عزیزو! بت پرستی میں کیا زہر گھل گیا ہے، وہ بھی آخر اسی لئے کفر ٹھہری کہ اول ضروریاتِ دین یعنی توحیدِ الٰہی جل وعلا کے خلاف ہے، کہتے ہیں وہ کلمہ گو ہے نماز پڑھتا ہے روزے رکھتا ہے ایسے ایسے مجاہدے کرتا ہے ہم کیونکر اسے کافر کہیں ان لوگوں کے سامنے اگر کوئی کلمہ پڑھے افعالِ اسلام ادا کرے بااینہمہ دو ۲ خدا مانے شاید جب بھی کافر نہ کہیں گے مگر اس قدر نہیں جانتے کہ اعلال تو تابع ایمان ہیں پہلے ایمان تو ثابت کرلو تو اعمال سے احتجاج کرو۔ ابلیس کے برابر تو یہ مجاہدے کاہے کو ہوئے پھر اس کے کیا کام آئے جوان کے کام آئیں گے، آخر حضور اقدس اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک قوم کی کثرت اعمال اس درجہ بیان فرمائی کہ:

تحقرون صلوٰتکم مع صلوٰتھم وصیامکم مع صیامھم[43] او کما قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔	ان کی نمازوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو حقیر سمجھوگے، جیسا کہ یہ حضور علیہ والسلام نے فرمایا ہے (ت)

---

[42] صحیح بخاری کتاب الادب باب من اکفر اخاہ بغیر تاویل الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۰۱، صحیح مسلم کتاب الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۷

[43] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب من رایا بقرأۃ القرآن الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۵۶

پھر ان کے دین کا بیان فرمایا کہ:

یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ[44] ۔	دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔ (ت)

رہی کلمہ گوئی تو مجرد زبان سے کہنا ایمان کے لئے کافی نہیں، منافقین تو خوب زور و شور سے کلمہ پڑھتے ہیں حالانکہ ان کے لئے "**فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ**"[45] (جہنم کی نچلی تہہ میں۔ ت) کافرمان ہے **والعیاذ باللہ**۔

الحاصل ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور وہ بعد انکار ضروریات کہاں، مثلاً:

(۱) جو رافضی اس قرآن مجید کو جو بفضلِ الٰہی ہمارے ہاتھوں میں موجود ہمارے دلوں میں محفوظ ہے، **عیاذًا باللہ** بیاضِ عثمانی بتائے اس کے ایک حرف یا ایک نقطہ کی نسبت صحابہ اہلسنت یا کسی شخص کے گھٹانے یا بڑھانے کا دعوی کرے۔

(۲) یا احتمالاً کہے شاید ایسا ہوا ہو۔

(۳) یا کہے مولیٰ علی یا باقی ائمہ یا کوئی غیر نبی انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہیں۔

(۴) یا مسئلہ خبیثہ ملعونہ بدل کا قائل ہو یعنی کہے باری تعالیٰ کبھی ایک حکم سے پشیمان ہو کر اسے بدل دیتا ہے۔

(۵) یا کہے ایک وقت تک مصلحت پر اطلاع نہ تھی جب اسے اطلاع ہوئی حکم بدل دیا" تعالی اللہ عما یقول الظّٰلمون علوا کبیرا"۔

(٦) یا دامن عفت مأمن طیب اعطر اطہر کنیز ان بارگاہ طہارت پناہ حضرت ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق صلی اللہ علیٰ زوجہا الکریم وابیہا وعلیہا وبارک وسلم کے بارے میں اس افک مبغوض مغضوب ملعون کے ساتھ اپنی ناپاک زبان آلودہ کرے۔

(۷) یا کہے احکامِ شریعت حضرات ائمہ طاہرین کو سپرد تھے جو چاہتے راہ نکالتے جو چاہتے بدل ڈالتے۔

(۸) یا کہے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ وسلم کے بعد ائمہ طاہرین پر وحیِ شریعت آتی رہی۔

(۹) یا کہے ائمہ سے کوئی شخص حضور پر نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہم پلہ تھا۔

(۱۰) یا کہے حضرات کریمین امامین شہیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور پر نور علیہ الصلاۃ والسلام سے افضل ہیں کہ ان کی سی ماں حضور کی والدہ کب تھیں اور ان کے سے باپ حضور کے والد کہاں تھے اور ان کے سے

---

[44] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب من رایا القرآن الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۵٦

[45] القرآن الکریم ۴/ ۱۴۵

نانا حضور کے نانا کب تھے۔

(۱۱) یا کہے حضرت جناب شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے نوح کی کشتی بچائی، ابراہیم پر آگ بجھائی، یوسف کو بادشاہی دی، سلیمان کو عالم پناہی دی علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین۔

(۱۲) یا کہے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی وقت کسی جگہ حکمِ الٰہی کی تبلیغ میں **معاذاللہ** تقیہ فرمایا **الی غیر ذٰلك من الاقوال الخبیثة**۔

(۱) یا جو نجدی وہابی حضور پر نور سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کوئی مثل آسمان میں یا زمین، طبقات بالا میں یا زیریں میں موجود مانے یا کہے کبھی ہوگا یا شاید ہو یا ہے تو نہیں مگر ہو جائے تو کچھ حرج بھی نہیں۔

(۲) یا حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کا انکار کرے۔

(۳) یا کہے آج تک جو صحابہ تابعین **خاتم النبیین** کے معنے **آخر النبیین** سمجھتے رہے خطا پر تھے نہ پچھلا نبی ہونا حضور کے لئے کوئی کمال بلکہ اس کے معنے یہ ہیں جو میں سمجھا۔

(۴) یا کہے میں ذمہ کرتا ہوں اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبوت پائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

(۵) یا دو ایک برے نام ذکر کرکے کہے نماز میں جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خیال لے جانا فلاں فلاں کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے **لعنة اللہ علی مقالته الخبیثة**۔

(۶) یا بوجہ تبلیغ رسالت حضور پر نور محبوب رب العٰلمین ملک الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس چپراسی سے تشبیہ دے جو فرمان شاہی رعایا کے پاس لایا۔

(۷) یا حضور اقدس مالک و معطی جنت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ اور حضرت مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ و حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسمائے کریمہ طیبہ لکھ کر کہے (خاک بدہانِ گستاخاں) یہ سب جہنم کی راہیں ہیں۔

(۸) یا حضور فریادرس بیکساں حاجت روائے دوجہاں صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے استعانت کو برا کہہ کر یوں ملعون مثال دے کہ جو غلام ایک بادشاہ کا ہو رہا اسے دوسرے بادشاہ سے بھی کام نہیں رہتا پھر کیسے ـــــ کا کیا ذکر ہے اور یہاں دو ناپاک قوموں کے نام لکھے۔

(۹) یا ان کے مزار پر انوار کو فائدہ زیارت میں کسی پادری کافر کی گور سے برابر ٹھہرائے، اشد مقت اللہ علی قومہ۔

(۱۰) یا اس کی خباثت قلبی توہین شان رفیع المکان واجب الاعظام حضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام پر

باعث ہو کہ حضور کو اپنا بڑا بھائی بتائے،

(۱۱) یا کہے (انکے بد گو) مر کر مٹی میں مل گئے۔

(۱۲) یا ان کی تعریف ایسی ہی کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس سے بھی کم **الٰی غیر ذٰلک من الخرافات الملعونۃ۔**

(۱) یا کوئی نیچری نئی روشنی کا مدعی کہے باندی غلام بنانا ظلم صریح اور بہائم کا سا کام ہے جس شریعت میں کبھی یہ فعل جائز رہا ہو وہ شریعت منجانب اللہ نہیں۔

(۲) یا معجزات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے انکار کرے، نیل کے شق ہونے کو جوار بھاٹا بتائے، عصا کے اژدہا بن کر حرکت کرنے کو سیماب وغیرہ کا شعبدہ ٹھہرائے۔

(۳) یا مسلمانوں کی جنت کو **معاذاللہ** رنڈیوں کا چکلہ کہے۔

(۴) یا نارِ جہنم کو الم نفسانی سے تاویل کرے،

(۵) یا وجود ملائکہ علیہم السلام کا منکر ہو،

(۶) یا کہے آسمان ہر بلندی کا نام ہے وہ جسم جسے مسلمان آسمان کہتے ہیں محض باطل ہے،

(۷) یا کہے شیطان (کہ اس کا معلم شفیق ہے) کوئی چیز نہیں فقط قوت بدی کا نام ہے اور قرآن عظیم میں جو قصے آدم وحوا وغیرہما کے موجود ہیں جن سے شیطان کا وجود جسمانی سمجھا جاتا ہے تمثیلی کہانیاں ہیں۔

(۸) یا کہے ہم بانی اسلام کو برا کہے بغیر نہیں رہ سکتے،

(۹) یا نصوص قرآنیہ کو عقل کا تابع بتائے کہ جو بات قرآن عظیم کی قانون نیچری کے مطابق ہوگی مانی جائے ورنہ کفر جلی کے روئے زشت پر پردہ ڈھکنے کو ناپاک تاویلیں کی جائیں گی،

(۱۰) یا کہے نماز میں استقبال قبلہ ضرور نہیں جدھر منہ کرو اسی طرف خدا ہے۔

(۱۱) یا کہے آجکل کے یہود و نصارٰی کافر نہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا زمانہ نہ پایا نہ حضور کے معجزات دیکھے۔

(۱۲) یا ہاتھ سے کھانا کھانے وغیرہ سنن کے ذکر پر کہے تہذیب نصارٰی نے ایجاد کی، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض افعال نامہذب تھے۔ اور یہ دونوں کلمے بعض اشقیاء سے فقیر نے خود سنے، **الٰی غیر ذٰلک من الاباطیل الشیطانیۃ۔**

(۱) یا کوئی جھوٹا صوفی کہے جب بندہ عارف باللہ ہو جاتا ہے تکالیف شرعیہ اس سے ساقط ہو جاتی ہیں یہ باتیں تو خدا تک پہنچنے کی راہ ہیں جو مقصود تک واصل ہو گیا اسے راستہ سے کیا کام۔

(۲) یا کہے یہ رکوع وسجدہ تو مجوبوں کی نما زہے محبوبوں کو اس نماز کی کیا ضرورت، ہماری نماز ترک وجود ہے۔

(۳) یا یہ نماز روزہ تو عالموں نے انتظام کے لئے بنالیا ہے،

(۴) یا جتنے عالم ہیں سب پنڈت ہیں عالم وہی ہے جو انبیاء بنی اسرائیل کی مثل معجزے دکھائے، یہ بات حسنین رضی اللہ تعالٰی عنہما کو حاصل ہوئی وہ بھی ایک مدت کے بعد مولٰی علی کے سکھانے سے کما سمعتہ من بعض المتھورین علی اللہ (جیسا کہ میں نے خود ایسے لوگوں سے سنا ہے جو اللہ تعالٰی پر جرات کرتے ہیں۔ت)

(۵) یا خدا تک پہنچنے کے لئے اسلام شرط نہیں، بیعت بک جانے کا نام ہے اگر کافر ہمارے ہاتھ پر بک جائے ہم اسے بھی خدا تک پہنچادیں گو وہ اپنے دین خبیث پر رہے۔

(٦) یا رنڈیوں کا ناچ علانیہ دیکھے جب اس پر اعتراض ہو تو کہے یہ تو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سنت ہے۔ کما بلغنی عن بعضھم واعترف بہ بعض خلص مریدیہ (جیسا کہ ان کے بعض سے مجھے اطلاع ملی اور اس کے مخلص مرید نے اس کا اعتراف کیا۔ت)

(۷) یا شبانہ روز طبلہ سارنگی میں مشغول رہے جب تحریم مزامیر کی احادیث سنائیں تو کہے یہ مذمتیں تو ان کثیف بے مزہ باجوں کے لئے وارد ہوئیں جو اس وقت عرب میں رائج تھے یہ لطیف نفیس لذیذ باجے جو اب ایجاد ہوئے اس زمانے میں ہوتے تو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور صحابہ کرام سوا ان کے سننے کے ہرگز کوئی کام نہ کرتے۔

(۸) یا کہے: ؎

بمعنے خدا ہے سراہا گیا ہے   محمد خدا ہے خدا ہے محمد
یہ دونوں ہیں ایک ان کو دو مت سمجھنا   خدا باطن وظاہر ہے محمد

(۹) یا کہے: ؎

مسیحا سے تری آنکھوں کی سب بیمار اچھے ہیں   اشاروں میں جلا دیتے ہیں مردہ یا رسول اللہ

(۱۰) یا کہے: ؎

علی مشکلکشا شیر خدا تھا اور حیدر تھا   دو بالا مرتبہ تھا راکبِ دوشِ پیمبر تھا
.برب کعبہ کب خیبر شکن فرزندِ آزر تھا   بتوں کے توڑنے میں اس سے ابراہیم ہمسر تھا
اگر ہوتا نہ زیر پا کتف شاہ رسولاں کا

(۱۱) یا کہے مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ اللہ تعالٰی کے محبوب تھے اور انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں

کوئی خدا کا محبوب نہ تھا۔

(۱۲) یا اس کے جلسہ میں لاالٰہ الا اللہ فلاں رسول اللہ اسی مغرور کا نام لے کر کہا جائے اور وہ اس پر راضی ہو جائے۔

یہ سب فرقے بالقطع والیقین کافر مطلق ہیں، **ھداھم اللہ تعالٰی الی الصراط المستقیم والالعنھم لعنۃ تبید صغارھم وکبارھم وتزیل عن الاسلام والمسلمین عارھم وعوارھم اٰمین** (اللہ تعالٰی ان کو سیدھی راہ کی ہدایت دے ورنہ ان پر لعنت فرمائے ایسی لعنت جو ان کے بڑوں چھوٹوں کو ملیا میٹ کردے اور اسلام اور مسلمانوں سے ان کی عار اور اندھا پن ختم ہو جائے، آمین! ۔ت) اور جو شخص ابتداء میں صحیح الاسلام تھا بعدہ ان خرافات کی طرف رجوع کی اس کے مرتد ہونے میں شبہہ نہیں، اس قدر پر تو اجماع قطعی قائم ہے، اب رہی تحقیق اس بات کی کہ ان میں جو شخص قدیم سے ایسے ہی عقائد پر ہو اور بچپن سے یہی کفریات سیکھے جیسے وہ مبتدعین جن کے باپ دادا سے یہی مذاہب مکفرہ چلے آتے ہیں ان کی نسبت کیا حکم ہونا چاہئے کہ کفار چند قسم ہیں کچھ ایسے کہ باوجود کفر شرع مطہر نے ان کی عورتوں سے نکاح اور ذبائح کا تناول جائز فرمایا وہ کتابی ہیں اور بعض وہ جن کے نساء وذبائح حرام، مگر ان سے جزیہ لینا، مناسب ہو تو صلح کرنا غلبہ پائیں تو رفیق بنانا جائز ہے اور انہیں خواہی نخواہی اسلام پر جبر نہ کریں گے، وہ مشرکین ہیں، اور بعض ایسے جن کے ساتھ یہ سب باتیں ناجائز، وہ مرتدین ہیں، آیا ان ہمیشہ کے بدعتی کفار مدعیان اسلام پر کس قسم کے حکم جاری ہوں، مطالعہ کتب فقہ سے اس بارہ میں چار قول مستفاد ہوتے ہیں جن کی تفصیل فقیر نے رسالہ **مقالۃ المفسرۃ عن احکام البدعۃ المکفرۃ** میں **بمالامزید علیه** کی، ان میں مذہب صحیح ومعتمد علیہ یہی ہے کہ یہ مبتدعین بحکمِ شرع مطلقًا مرتدین ہیں خواہ یہ بدعت ان کے باپ دادا سے چلی آتی ہو یا خود انہوں نے ابتداء سے اختیار کی ہو خواہ بعد ایک زمانہ کے ہو کسی طرح فرق نہیں، بس اتنا چاہئے کہ باوجود دعوی اسلام واقرار شہادتین بعض ضروریات دین سے انکار رکھتا ہو اس پر احکامِ مرتدین جاری کئے جائیں گے۔ عالمگیریہ میں ہے:

یجب اکفار الروافض فی قولھم برجعۃ الاموات الی الدنیا وبتناسخ الارواح وبانتقال روح الالٰہ الی الائمۃ وبقولھم فی خروج امام باطن وبتعطیلھم الامر والنھی الی ان یخرج الامام الباطن وبقولھم ان جبریل علیه الصلوٰۃ والسلام غلط فی الوحی الٰی محمد صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم دون علی بن ابی طالب	رافضیوں کی ان باتوں پر کہ "مردے دوبارہ دنیا میں آئیں گے، روح دوسرے جسموں میں آئیں گے، اللہ تعالٰی کی روح ائمہ اہلبیت میں منتقل ہوئی ہے، امام باطن خروج کریں گے، امام باطن کے خروج تک امر ونہی احکام معطل رہیں گے، جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت علی کے مقابلہ میں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر وحی لانے میں غلطی ہوئی ہے" ان کی تکفیر ضروری ہے، یہ لوگ ملتِ اسلامیہ سے خارج

رضی اللہ تعالٰی عنه وھٰؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامھم احکام المرتدین کذافی الظھیریة[46]۔	ہیں، اور ان کے احکام مرتدین جیسے ہوں گے، ظہیریہ میں ایسے ہی ہے۔

خود علامہ شامی علیہ الرحمۃ تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں مؤلفِ فتاوٰی علامہ حامد آفندی عمادی سے نقل کرتے ہیں انہوں نے شیخ الاسلام عبداللہ آفندی کے مجموعہ میں علامۃ الورٰی نوح آفندی علیہ الرحمۃ کا فتوی دیکھا جس میں ان سے تکفیر روافض کے بارے میں سوال ہوا تھا علامہ ان کے کلمات کفریہ لکھ کر فرماتے ہیں:

ثبت التواتر قطعًا عند الخواص والعوام المسلمین ان ھذہ القبائح مجتمعة فی ھٰؤلاء الضالین المضلین فمن اتصف بواحد من ھذہ الامور فھو کافر (الی ان قال) ولایجوز ترکھم علیه باعطاء الجزیة ولا بامان مؤبد نص علیه قاضی خاں فی فتاواہ ویجوز استرقاق نساء ھم لان استرقاق المرتدة بعد مالحقت بدار الحرب جائز الخ[47] ملتقطا۔	خواص و عوام مسلمانوں میں یہ بات تواتر سے چلی آرہی ہے کہ مذکور قباحتیں ان گمراہ لوگوں میں جمع ہیں جبکہ ان قباحتوں میں سے کسی ایک سے متصف ہونے والا کافر ہے، (آگے یہاں تک فرمایا) کہ جزیہ کے بدلے یا امان دے کر ان لوگوں کو یہ اجازت نہیں دی جاسکتی، اس پر قاضیخاں نے اپنے فتاوی میں تصریح کی ہے اور ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنانا جائز ہوگا کیونکہ مرتدہ عورت جب دارالحرب چلی جائے تو اس کے بعد اس کو لونڈی بنانا جائز ہے الخ اھ ملتقطا (ت)

فتاوٰی علامہ قاضی خاں میں شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل علیہ الرحمۃ سے دربارہ مبیض ومبیضہ کے اول زن و شوہر تھے پھر دونوں مسمان ہوئے عورت نے اور مسلمان سے نکاح کرلیا منقول:

ان کانا یظھران الکفرا واحد ھما کانا بمنزلة المرتدین لم یصح نکاحھما ویصح نکاح المرأة مع الثانی[48] انتھی باختصار۔	مرد و عورت دونوں یا ان میں سے ایک جب کفر کا اظہار کرے تو ان کا حکم مرتدوں والا ہوگا، ان کا نکاح ختم ہوجائیگا اور وہ عورت دوسرے کے لئے حلال ہوگی، اھ، مختصرا۔ (ت)

---

[46] فتاوٰی ہندیة الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۶۴

[47] العقود الدریة تنقیح الفتاوی الحامدیة باب الردة والتعزیر قندھار افغانستان ۱/ ۱۰۴۔۰۵

[48] فتاوٰی قاضی خاں کتاب النکاح باب فی المحرمات نولکشور لکھنؤ ۱/ ۱۶۷

امام علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں امام اہلسنت قاضی ابوبکر باقلانی سے نقل فرماتے ہیں:

انھم علی رای من کفرھم بالتاویل لاتحل مناکحتھم ولااکل ذبائحھم ولاالصلٰوۃ علی میتھم ویختلف فی موارثتھم علی الخلاف فی میراث المرتد[49]۔	جن لوگوں نے ان کی تکفیر کی ہے ان کی رائے میں ان سے نکاح کرنا، ان کا ذبیحہ کھانا، ان کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے اور ان کی وراثت میں وہی اختلاف ہوگا جو مرتد کی وراثت میں ہے۔ (ت)

ان عبارات سے ظاہر ہولیا کہ ان مبتدعین منکرین ضروریاتِ دین پر حکم مرتدین جاری ہونا ہی منقول و مقبول بلکہ مذاہب اربعہ کا مفتٰی بہ ہے۔ بالجملہ ان اعداء اللہ پر حکمِ ارتداد ہی جاری کیا جائے گا، نہ ان سے سلطنت اسلام میں معاہدہ دائمہ جائز نہ ہمیشہ کو امان دینا جائز، نہ جزیہ لینا جائز نہ کسی وقت کسی حالت میں ان سے ربط رکھنا جائز، نہ پاس بیٹھنا جائز نہ بٹھانا جائز، نہ ان کے کسی کام میں شریک ہونا جائز نہ اپنے کام میں شریک کرنا جائز، نہ مناکحت کرنا جائز نہ ذبیحہ کھانا جائز۔

قاتلھم اللہ انّٰی یؤفکون قال اللہ تعالٰی "وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ"[50]۔ ھدٰنا اللہ تعالٰی الی الصراط المستقیم ودین ھذا النبی الکریم علیہ افضل الصلٰوۃ والتسلیم وثبتنا بالقول الثابت فی الدنیا والاٰخرۃ انہ ولی ذٰلک واھل التقوٰی واھل المغفرۃ لاالٰہ الا ھو "سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ۝۱۸" واللہ تعالٰی اعلم۔	اللہ تعالٰی ان کو ہلاک کرے یہ کدھر جارہے ہیں، اللہ تعالٰی نے فرمایا جو تم میں سے ان سے دوستی رکھے گا وہ انہی میں سے ہے۔ (ت) اللہ تعالٰی ہمیں سیدھی راہ کی ہدایت کرے اور اس آخری نبی علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے دین پر چلائے، اور دنیا و آخرت میں ایمان کامل پر چلائے اور دنیا و آخرت میں ایمان کامل پر ثابت قدم رکھے۔ اللہ تعالٰی اس کا مالک ہے اے تقوی والو اور مغفرت والو! اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک و بلند ہے کسی شریک سے۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

عبدہ المذنب احمد رضا

کتــــــــــــــــــــــــــــــــــبہ

عفی عنہ بمحمدنِ المصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

---

[49] الشفاء للقاضی عیاض فصل فی تحقیق القول فی کفار المتأولین شرکۃ صحافیہ فی البلاد العثمانیہ ۲/ ۲۶۴

[50] القرآن الکریم ۵/ ۵۱